Lesson 5&6. Al-Baqarah (Ayaat 30 – 39): Day 27 سُوۡرَۃُ البَقَرَة کی تفسیر

مرکزی خیال؛ کیا انسان بندروں کی اولاد ہے؟ دُنیاوی علم اور وحی کا علم۔ کیا فرق۔ تخلیقِ انسان کا مقصد۔ حضرت آدمؑ سے ورثے میں کیا کچھ ملا۔ انسان کو فوقیت کیوں ملی۔ امتحان اور اُن کے رزلٹ۔

ہم نے ہدایت کی دعا مانگی۔ ہمیں وہ ہدایت مل گئی۔ یہ کتاب مل گئی۔ متقّین کی خوبیوں کا پتا چل گیا۔

ہمیں متّقی۔ کافر، منافق اور فاسق کی پہچان کروادی گئی۔

ماضی کا ذِکر ہم سب کو اچھا لگتا ہے۔ لوگوں نے ہمیشہ سے یہ جاننے کی کوشش کہ ہم کیا تھے یا کیسے وجود میں آئے۔ ایک پادری / سائنسدان ڈارون نے یہ نظریہ دیا کہ انسان پہلے جانور تھا۔ بندر سے رفتہ رفتہ نشوونما پا کر مختلف ادوار سے گُزر کر یہ انسان بن گیا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ انسان معاشرتی جانور ہے۔ جو غلط بات ہے۔

یہ قصّہ 6 دفعہ قرآن میں مّکی سورتوں میں پہلے بھی آیا ہے۔ اللہ نے انسان کو اپنے لئے پیدا کیا۔ یہاں یہ بات ساتویں بار دہرائی گئی ہے۔ انسان کی پیدائش کی بات قرآن میں تفصیل سے بتائی گئی ہے۔

ڈارون پادری تھا اور پھر منکرِ خدا ہو کر مرا تھا۔ ایک دفعہ ہم مان لیں کہ انسان جانور ہے تو اُس سے تمام جانوروں والی حرکتیں کرواسکتے ہیں۔ مثال؛ جانوروں کو کپڑے پہننے کی ضرورت نہیں۔ انسان بھی چاہے جیسے مرضی پھریں۔ جو مرضی پہنیں یا نہ پہنیں۔ پھر چاہے جس کے ساتھ جیسے مرضی تعلقات قائم کرلیں۔ انسان کو فری ہینڈ دے دیا جائے۔ جانور بس اپنے بچّوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ بس بچّے پال لیں اور پھر اُن کو نکال دو۔ والدین کے کوئی حقوق ہی نہیں۔ اِس نظریے نے انسانیت کو ڈس لیا۔

آج کے انسان نے ہی اَصل میں انسان کو اعلیٰ درجے سے گرا کر جانور بنا دیا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَـٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا۟ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ ٱلدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کیا تُو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ﴿۳۰﴾

اللہ نے یہ کائنات پہلے بنائی۔ اللہ نے سب مخلوق بنائی لیکن فرمانبرداری سکھائی۔ سورج، چاند، درخت پہاڑ۔ بس حکم ملا اور وہ وہی کچھ کر رہے ہیں۔ یہ کائنات پہلے اتنی خوبصورت نہیں تھی۔ آسمان کی جگہ کالا دھواں تھا۔ پھر جنّوں کو یہاں بھیجا۔ جنّوں کو اختیار دیا گیا۔ اُنھوں نے اِس دنیا میں خوب اودھم مچایا۔ اللہ نے فرشتوں کو دنیا میں بھیجا اور فرشتوں نے جنّوں کو مار بھگایا۔ جن بھاگ کر پانی میں جا کر چھپ گئے۔ (آج جو ساحل ہمیں اتنے آزاد اور فحش ملتے ہیں اُس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہاں پانیوں میں شیاطین رہتے ہیں) شیطان اپنا تخت پانی پر لگاتا ہے۔

حدیث ہے کہ شیطان پانی پر تخت لگا کر بیٹھتا ہے۔ پھر سارے دِن کی رپورٹ لیتا ہے اور جو شیطان میاں بیوی کی لڑائی کرواتا ہے اُس کو شاباش ملتی ہے۔

پھر اللہ اپنے پلان کے مطابق انسان کو پیدا کرتا ہے۔اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک خلیفہ بنا رہا ہوں۔ نسل در نسل۔ایک سسٹم چل رہا ہے۔ایک سلسلہ ہے۔اللہ کا دنیا کو چلانے کا نظام چل رہا ہے۔ اِس لفظ پر بہت غور و فکر کیا گیا ہے کہ انسان دنیا میں آکر اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارے گا!

اللہ نے احکام بنا دئے۔انسان خلیفہ ہے وہ اِس کی پیروی کرے گا۔یہاں اللہ کا نظام چلنا چاہئے۔اللہ نے اپنا نظام چلانے کے لئے نسل در نسل انسان بھیجے۔ایک قوم جاتی ہے دوسری آجاتی ہے۔ہر دور کا کوئی نہ کوئی طاغوت تھا۔ہمارا آج کا طاغوت یہ نظریات ہیں اِن نظریات کے بتوں کو توڑنا ہے۔اِسی لئے نبی بھیجے گئے۔نبی پاکؐ کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ انہیں اللہ کے دین کو پھیلانے اور اللہ کا نظام چلانے کے لئے بھیجا گیا۔

فرشتے باعقل ہیں اور انھوں نے اعتراض نہیں کیا تھا صرف جنّوں کے حالات دیکھ کر یہ کہا تھا 'کیا تُو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔'فرشتے لفظ خلیفہ سے سمجھ گئے کہ انسان دنیا میں آ کر کوئی گڑبڑ کرے گا۔وہ وجہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔حکمت معلوم کرنا چاہتے تھے۔

فرشتوں کا گمان تھا کہ انسان کو حمد و ثنا کے لئے پیدا کیا ہے تو انھوں نے کہا۔'ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں'۔ اللہ کو پتا تھا کہ دنیا بنانے کا مقصد صرف سبحان اللہ،الحمدللہ، اللہ اکبر کرنا ہی نہیں ہے۔صرف جسمانی عبادت ہی نہیں۔اللہ انسان سے تسخیرِ کائنات کا کام لینا چاہتے تھے۔اللہ کی کائنات پر غور و فکر کریں۔دُنیا کو مسخّر کریں اور ہر جگہ جا کر کہیں لاإلہ إلا اللہ

اِس ایک لفظ دنیا کے علم کی اہمیت بھی پتا چلتی ہے۔ ایک روایت ہے کہ اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرا بندہ کیا کر رہا تھا۔ اور وہ بندے فجر یا عصر پڑھ رہے تھے۔ تو اللہ کو پتا تھا کہ وہ اصل میں کیا کر رہا تھا۔ فرشتے ہماری ظاہری عبادت دیکھتے ہیں۔ صرف اللہ کو پتا ہے انسان روحانی طور پر کس درجے پر ہے۔ فرشتے بہت عبادت کرتے ہیں۔ تسبیح اور طواف کرتے ہیں۔

نماز روزہ حج زکوٰۃ بھی اہم ہیں۔ لیکن انسان کی عبادت صرف یہ ہی نہیں ہے۔ اللہ انسان سے اور کام بھی لینا چاہتے تھے۔